

حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط

غلاب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاد ادبیات عربی دلی یونیورسٹی، دہلی

(۷)

۳۶۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

باغیوں کے لیڈر شہر کے بڑے صحابہ سے ملے اور پکڑے ہوئے خط کا ذکر کر کے اُن کا غصہ ادا اشتعال بڑھایا، اُن کی آن میں سارا مدینہ باغیوں کا ہمدرد اور عثمانؓ کا بدخواہ ہو گیا، بس تھوڑی سی صحابہ ادا ان کے متعلقین آخر وقت تک خلیفہ کی وفاداری اور خیر اندیشی کا دم بھرتے رہے، باغیوں عثمانؓ کی کوٹھی کا محاصرہ کر لیا، جمعہ آیا تو وہ نماز پڑھانے گئے، نماز کے بعد ایک تقریر میں باغیوں کو سمجھا بھجارسے تھے کہ اُن پر مینوں کی بارش ہونے لگی، وہ چوٹ کھا کر گرے اور سیہوش ہو گئے، اس کے باوجود انھوں نے مسجد جانا اور نماز پڑھانا نہ چھوڑا، محاصرہ کے بیس دن اور قبول بعض تیس دن تک وہ امامت کرتے رہے اس کے بعد باغیوں نے اُن کا گھر سے نکلنا بھی بند کر دیا۔ شہر کے بہت سے غلام، حامد ادا ابن الوقت عملاً باغیوں کی صفوں میں داخل ہو گئے، عثمانؓ کے پاس کافی لوگ تھے جو باغیوں سے لڑ کر اپنی وفاداری کا ثبوت دینا چاہتے تھے لیکن عثمانؓ نے جنگ و پیکار کی بالکل ممانعت کر دی تھی، وہ چاہتے تھے کہ دوسرے مرکزوں کو بڑی تعداد میں مسلمان آجائیں اور باغیوں کو قاتل معقول کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹا دیں، اس مقصد کے لئے انھوں نے یہ مراسلہ بھیجا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے محمدؐ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، انھوں نے

خدا کے احکامات لوگوں کو پہنچائے اور جب اپنا مشن پورا کر چکے تو ان کا انتقال ہو گیا،

انھوں نے ہمارے لئے ایک کتاب چھوڑی جس میں جائز اور ناجائز، نیک اور کافرانہ اعمال کا تذکرہ ہے۔

مقرر ہو چکے تھے، اور جن کو محمدؐ نے لوگوں کی پسند و ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا، ان کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ پھر مجھے میرے علم اور خواہش کے بغیر اصحاب ثورئی میں داخل کیا گیا، خلیفہ ہو کر میں نے بھلے کام کئے اور ایسی روش اختیار نہیں کی جس پر کسی کو اعتراض یا ناگواری کا موقع ملتا، میں اپنے کاموں میں رسول اللہؐ اور شیخین کا تابع رہا اور خود متبوع بننے کی کوشش نہیں کی (دولت و فرصت پا کر) لوگوں کا میلان شمر اور فتنہ کی طرف ہوا تو حسد اور کینہ ان کے دلوں میں جاگ اُٹھا اور ذاتی فائدہ کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو گیا حالانکہ میں نے نہ تو قابل گرفت کوئی کام کیا اور نہ ماضی میں کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا جس کے انتقام کی غلش دلوں میں ہوتی، کینہ اور حسد نے ان کو منافق بنا دیا، ان کے دل میں کچھ ہوتا اور زبان سے دہ کچھ کہتے، وہ ایسے کاموں پر مجھے بُرا بھلا کہنے لگے جن کو (ابوبکرؓ اور عمرؓ کے عہد میں) انھوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا، اور ایسے فیصلوں پر مجھے مطعون کرتے جو نہایت مناسب ہوتے، اور اہل مدینہ کے مشورہ سے کئے جاتے، سالوں میں ان کی نکتہ چینی اور عیب جوئی برداشت کرتا رہا، ان کی حرکتیں آنکھوں سے دیکھتا اور ان کی بے ہودگیاں کانوں سے سنتا لیکن سزا نہ دیتا، انھوں نے میرے صبر و تحمل کو کمزوری پر محمول کیا، ان کی جرات اتنی بڑھی کہ انھوں نے رسول اللہؐ کے گھر، مزار اور حجرِ منکحہ میں میرے ادھر حملہ کر دیا ہے، بہت سے بدو عرب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور انھوں نے احزابِ یا ان عربوں کی طرح جو اُحد میں ہم پر حملہ آور ہوئے تھے، یورش کر دی ہے، آپ ہیں سے جس جس کیلئے ممکن ہو میرے پاس آجائے والسلام“ (سیف بن عمر - تاریخ الامم ص ۱۰۶)

۴۷۔ مسلمانوں کے نام

اعظم کوئی کے رہنمائی سے پہلے باغی اکابر اور عثمان غنی کی ملاقات کا ذکر

۱۱۱

مختلف انداز میں کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ مسجد کے جہاں صحابہ اور باغی اکابر موجود تھے، ان کو مخاطب کر کے عثمان غنیؓ نے کہا: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ تو خود خط لکھا اور نہ کسی سے لکھوایا، جو وعدہ میں نے پہلے آپ سے کیا تھا اس پر اب بھی قائم ہوں اور اس بات کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ میرا طرز عمل کتاب اللہ سنت نبویؐ اور آپ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہوگا..... ایک باغی لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: ”ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں، ہمیں تمہاری قسم کا مطلق اعتبار نہیں!“ اس کے بعد دوسرا لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: ”تم ہمارے قتل کا حکم دیکر اب قسم کھاتے ہو، ہم تم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔“ خلیفہ کے کچھ آدمی اس گستاخ کی خبر لینے بڑھے لیکن باغیوں نے اس کو بچا لیا، کچھ شوریدہ سر خلیفہ کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور کچھ خلیفہ پر اینٹیں برسانے لگے، خلیفہ بے ہوش ہو گئے، جب ان کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو انہوں نے باغیوں کی تالیفِ قلب کیلئے یہ تحریر قلمبند کی :-

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عثمان امیر المؤمنین کی طرف سے سارے مسلمانوں اور مومنوں کے نام، سلام علیکم۔ میں اس خدا کی یاد دلاتا ہوں جس نے آپ کو ایمان و اسلام سے بہرہ ور کیا، کفر و شرک کے اندھیرے سے نکالا، جس نے روزی و خوشحالی کے دروازے آپ پر کھولے اور اپنی نعمتہائے گونا گوں اور عنایتہائے بولمہوں سے آپ کو سرفراز کیا۔

مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے، تمہاری زندگی ایسی گزرنا چاہیے کہ جب مرد و عقیقتہ مسلمان ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے ٹھیک ٹھیک پور کرتے رہو تاکہ آخری سُرخ روئی سے بہرہ ور ہو۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَخَذُوا خُلُقًا مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ ان لوگوں کے نقش قدم پر مت چلو جو واضح دلیلوں کے بعد بھی باہمی چوٹ اور جھگڑوں میں پڑ گئے۔ ایسے لوگوں کو سخت سزا دی جائیگی۔ (دوسری جگہ خدا کہتا ہے) إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ عَذَابٌ وَلَا

يُنظَرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ جو لوگ حضورؐ سے فائدہ کی خاطر جھوٹی قسمیں کھائیں اور خدا کے نام پر کئے ہوئے عہد سے پھر جائیں وہ دنیا میں صفاتِ محمودہ سے اور آخرت میں لطف و مسرت سے بالکل محروم رہیں گے۔ قیامت کے دن خدا ان کی طرف دیکھنا یا ان سے ہمکلام ہونا تک گوارا نہ کرے گا اور ان کو دردناک سزا دی جائے گی، مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم فرماں بردار اور مطیع رہو، معصیت اور باہمی اختلاف سے بچو، ماضی میں اس نے انبیاء و پیغمبرؑ کا صحیح اور غلط زندگی میں امتیاز کرنا سکھایا۔ یاد رکھو کہ پھلی تو میں اس وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان کا کوئی صحیح لیڈر اور رہنما نہ تھا اور وہ آپس میں لڑتی جھگڑتی تھیں، اگر تم نے اپنا بُرا ارادہ پورا کر کے مجھے قتل کر دیا تو ایک بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا اور تم بہت سی حرام باتوں کے مرتکب ہو گے اور ایسے اندھیرے میں گھر جاؤ گے کہ نماز روزہ تک کی سُدھ نہ رہے گی، میں نے تمہاری خیر خواہی کا فرض ادا کر دیا ہے اور تم سے اپنی باتوں کا طالب ہوں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے، میں تم کو اس انجام سے ڈراتا ہوں جس سے خدا نے ڈرایا ہے، میں تم کو وہ بات یاد دلاتا ہوں جو حضرت شیثؓ نے اپنی قوم کے مخالفوں سے کہی تھی اور جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ يَا قَوْمِ لَا يُخَيِّرُ مَنكُمُ شَيْعَانِیْ اَنْ يُصَلِّبَ كُمْ مِثْلَمَا اُصْحَابَ قَوْمِ نُوْحٍ اَوْ قَوْمِ هُوْدٍ اَوْ قَوْمِ صَالِحٍ مَّا قَوْمٌ لَّوْطٌ مِّنْكُمْ يَعْصِيْهِمْ اَسْمَاعِيْلُ خَيْرٌ دَارِ مِیْرَی خَالِفَتُ كِی پاداش میں تم پر کہیں وہ مصیبت نہ نازل ہو جائے جو نوح، ہود اور صالحؑ کی قوموں پر نازل ہوئی اور حضرت لوطؑ کی قوم کا جو حشر ہوا وہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے۔

لوگو! میں تمہاری شکایتیں دور کرتا رہا ہوں، میں تم کو مطمئن رکھنا چاہتا ہوں، میں کتاب اللہ اور سنت نبویؐ کے مطابق عمل کروں گا، میرا طرز عمل ستودہ اور سلوک اچھا ہو گا جس کو تم کو پسند کر دو گے اس کو عزت کروں گا اور جس کو چاہو گے گورنر

بنادوں گا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میری روش ویسی ہی ہوگی جیسی شیخین کی تھی اور میں اپنے مقدور بھران کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا، یہ بات تم کو نہ بھولنا چاہیے کہ انسان غلطیاں کرتا ہے اور میرے گورنر بھی غلطیوں سے سبزا نہیں۔ اس تحریر کے ذریعہ میں خدا اور سارے مسلمانوں کے سامنے معذرت خواہ ہوں، ان کو جو باتیں ناپسند ہیں وہ بخدا چھوڑ دوں گا اور کوئی ایسی بات نہ کروں گا جو ان کو ناپسند ہوگی، خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میرے اور تمہارے تصورِ معاف کر دے گا۔ والسلام“ (فتوح اثم کوئی قلمی ورق ۳۳۴-۳۳۹)

۴۸۔ عبداللہ بن عامر اور معاویہ بن ابی سفیان کے نام

فتوح اثم کے رپورٹر اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ نے مذکورہ بالا تحریر باغی اکابر کے پاس بھیج دی لیکن اس کو پڑھ کر ان کا دل ذرا نہ پسپا اور وہ اپنے اس ارادہ پر اڑے رہے کہ اگر خلیفہ خلافت سے دست بردار نہ ہوا تو اس کو قتل کر دیں گے، اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے انھوں نے عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا، عثمان غنیؓ جب اکابر صحابہ کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئے تو انھوں نے بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر اور شام کے حاکم علی معاویہ بن ابی سفیان کو یہ مراسلہ بھیجا :-

”دماغ ہو کہ مدینہ، بصرہ اور کوفہ کے ظالموں، سرکشوں اور باغیوں کی ایک جماعت نے مجھ پر چڑھائی کر دی ہے اور مجھ کو گھیر لیا ہے، مرغان کو نہ پا کر؟ میرے گھر کا سخت محاصرہ کر لیا ہے، میں ہر چند ان کو سمجھاتا کھاتا ہوں، ان کو راضی اور مطمئن کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، کتاب اللہ اور سنت نبویؐ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں لیکن وہ کچھ نہیں سمجھتے، انھوں نے مجھے معزول یا قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے، میں مرنا پسند کروں گا لیکن خلافت سے معزولی کا مطالبہ نہیں مان سکتا، یہ ہیں حالات، میری مدد کرو اور بہادری کا ایک دل نیکر آجاؤ، امید ہے تمہاری مدد سے خدا باغیوں اور عاصیوں

کی اس مصیبت سے مجھے نجات دلائے گا والسلام“ (فتوح اعظم کوئی ورق ۳۳۹)

۴۹۔ خط کی دوسری شکل

نورخ محمد بن سائب کلی نے مذکورہ خط کا مضمون ان الفاظ میں پیش کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ خط امیر معاویہؓ کو لکھا گیا تھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہو کہ اہل مدینہ نے کفرانِ نعمت کیا ہے، نافرمان ہو گئے

ہیں اور میری بیعت توڑ دی ہے، شام کے مجاہدوں کی ایک قوم میری مدد کو بھیجو“

(تاریخ الامم ۵/۱۱۵)

۵۰۔ خط کی تیسری شکل

ابن قتیبہؒ نے امیر معاویہؓ کو بھیجے ہوئے خط کا مضمون اور زیادہ مختلف بیان کیا ہے:

”واضح ہو کہ میں ایسے لوگوں میں ہوں جو میری زندگی سے اکتا گئے ہیں اور مجھے جلد از جلد

ختم کر دینا چاہتے ہیں، کہتے ہیں کہ تم کو کیا تو ایک کمزور بوڑھے اونٹ پر سوار رکھیں گے

اور اگر میں اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان کا مطالبہ ہے کہ میں خلافت سے دستبردار

ہو جاؤں اور جس جس کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس کا قصاص دوں حالانکہ جس کے ہاتھ

میں اقتدار کی باگ ڈور ہوتی ہے اس سے صبح اور غلط دونوں طرح کے کام سرزد

ہوتے ہیں، مدد، مدد، اپنے خلیفہ کی مدد، جلدی کرو، معاویہؓ جلدی کرو، آجاؤ

ضرور آجاؤ، لیکن مجھے امید نہیں کہ تم آؤ گے۔“ (الامامہ والسیاسة ابن قتیبہؒ ص ۳۳)

۵۱۔ باغیوں کے نام

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے ایام میں ایک دن عثمان غنیؓ نے سنا کہ باغی پیچھے ہٹ کر کہہ رہے

ہیں کہ ہم خلیفہ کو قتل کر دیں گے، عثمان غنیؓ حاضرین سے مخاطب ہو کر: مجھے قتل کر دیں گے! میں جو

اولین مسلمانوں میں سے ہوں، میں جس سے رسول اللہؐ تاحیات خوش رہا، ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی!

لے کٹہری کی طرح اپنے اشاروں پر چلنا چاہتے ہیں۔ لہذا جہاں تک ہمیں معلوم ہے عثمان غنیؓ کو قتل کا کوئی الزام نہ تھا۔

میراقل کیسے جائز ہے! انہوں نے باغیوں کی استمات کیلئے ایک خط لکھوایا اور عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ جا کر باغیوں کو باواز بلند سنا دو، ابن زبیر بڑے گئے لیکن باغیوں نے اُن کو خط نہ پڑھنے دیا، تاہم وہ ڈٹے رہے اور کسی نہ کسی طرح اونچی آواز سے پڑھ ہی ڈالا، خط کے کچھ حصے محفوظ نہیں رہے۔

..... میں ان سب باتوں سے مختصر رہنے کا وعدہ کرتا ہوں جو آپ کو ناپسند ہیں اور ہر غلط کام سے جو مجھ سے سرزد ہوا ہو، توبہ کرتا ہوں، میں عہد کرتا ہوں کہ صرف رسول اللہ کی بیویوں اور آپ کے ارباب رائے کی صوابدید سے کام کروں گا، لیکن میں اس قیص (خلافت) کو نہیں اتار سکتا جو خدا نے مجھے پہنائی ہے اسی طرح آپ کو اپنی بیعت کی ذمہ داریوں سے بھی معاف نہیں کر سکتا۔“ (انساب الاشراف ۹۰/۵)

۵۲۔ علی بن ابی طالب کے نام

محاصرہ سے پہلے عثمان غنیؓ کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی، کبھی حضرت علیؓ عثمان غنیؓ کی کوٹھی پر احتجاج و شکایت کرنے آتے اور کبھی عثمان غنیؓ حضرت علیؓ کے گھر عیادت، احتجاج شکایت یا تالیفِ قلب کے لئے جاتے، محاصرہ کے بعد یہ رابطہ ٹوٹ گیا، اس کا سبب ایک مدرسہ تاریخ کے مطابق یہ تھا کہ حضرت علیؓ عثمان غنیؓ سے سخت ناراض ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ مکمل ترکِ محاورات کا عہد کر لیا تھا، ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ جب پہلی بار باغی محاصرہ کے ارادہ سے آئے تو عثمان غنیؓ نے حضرت علیؓ کو بلایا یا اُن سے خود ملنے گئے اور کہا کہ آپ باغیوں کو سمجھا بچھا کر دغ کر دیجیے، حضرت علیؓ نے کہا، آپ ان کی شکایتیں دہر کرنے کا وعدہ کریں گے تب ہی وہ واپس ہوں گے۔ عثمان غنیؓ نے وعدہ کر لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دستاویز لکھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، باغی لوٹ گئے مردان اور عثمان غنیؓ کے دوسرے مشیروں نے جو باغیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے یا ان کے مطالبات ماننے کے خلاف تھے، عثمان غنیؓ کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے باز رکھا، حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو وہ بہت بگڑے اور عثمان غنیؓ سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی۔

عثمان غنیؓ سے رابطہ ٹوٹنے کے موضوع پر دوسرا قول یہ ہے کہ محاصرہ سے ذرا پہلے حضرت علیؓ

باغی اکابر سے ناراض ہو کر مدینہ سے باہر کسی گاؤں کو چلے گئے تھے، ناراضی کا سبب یہ تھا کہ باغی وہ خطیہ لکھ کر جس میں ان کے قتل کا حکم تھا، حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ان کو خط دکھا کر کہا: اب آپ کو کوئی ہتھیار نہ ہونا چاہیے، اس خط نے خلیفہ کا خون مبارک کو دیا ہے، چلئے ہماری قیادت کیجئے۔ حضرت علیؑ تیار نہ ہوئے تو باغیوں نے کہا: پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھے تھے؟ حضرت علیؑ نے اس سے انکار کیا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور یہ ہم ان کی خاطر ڈر رہے ہیں اور یہی باتیں کہتے ہیں، حضرت علیؑ ناراض ہو گئے اور مدینہ کے مصافحات کے کسی گاؤں کو چلے گئے۔

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران حضرت علیؑ اپنی جاگیر ینیع میں تھے، ینیع مدینہ کے مغرب میں سات مرحلے (لگ بھگ دوسو میل) دور ایک شاداب نخلستان تھا، اپنی رائے کی تائید میں ہمارے رپورٹر عبداللہ بن عباسؓ کا یہ بیان پیش کرتے ہیں: مجھے عثمان غنیؓ نے بلایا اور کہا: اپنے چچا زاد بھائی (علیؑ) کو کھجاؤ کہ میری مخالفت سے باز آئیں۔ میں نے کہا: علیؑ ایسے آدمی نہیں جنکو کوئی مشورہ دیا جائے، وہ اپنی صوابدید کے مطابق کام کرتے ہیں، آپ جو چاہتے ہوں کہیں میں کو پہنچا دوں گا۔ عثمان غنیؓ: ان سے کہہ دو کہ ینیع چلے جائیں تاکہ مجھے ان کی حرکتوں (مخالفت اور اشتعال انگیزی) سے ڈک نہ ہو اور ان کو میرے کاموں سے کوفت نہ ہو..... میں نے علیؑ کو یہ پیغام پہنچا دیا، وہ ینیع چلے گئے، جب محاصرہ سخت ہو گیا تو عثمان غنیؓ نے ان کو یہ خط لکھا:-

”واضح ہو کہ باڑہ کا پانی ٹیلہ تک پہنچ گیا ہے اور (اونٹ کے پالان کا) قسم تمہیں..... کے پیچھے جا پڑا ہے۔ اور وہ لوگ مجھے مارنے کے درپے ہیں جو اپنی مخالفت سے قاصر تھے
وانك لحد يعجز عنك كما جرت ضعيف ولم يغلبك مثل مغلب
شریفوں کے لئے گھٹیا اور ادنیٰ لوگوں سے نمٹنا اور عہدہ برآ ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔

لے ینیع الماء الزلی و جاز الزمام العین طوب کہا و تیں جو کسی حادثہ کے نازک ہونے کے موقع پر استعمال کی جاتی ہیں۔
اونٹ کے پالان کا قسم جب ڈھیلا ہوتے ہوئے اس کے تھنوں کے پیچھے جا پہنچے تو کیا وہ نیچے آگرتا ہے اور یہ اونٹ سوار کے لئے ایک سخت حادثہ ہوتا ہے۔

میرے پاس آجاؤ جس ارادہ سے بھی چاہو دوست بن کر یا دشمن، حامی بن کر یا مخالف۔

فَأَنْ كُنْتَ مَا كُنْتَ فَكُنْ أَنْتَ أَكْلٌ وَإِلَّا فَأَدْرَكْنِي وَلَمَّا أَمَزَقَ
اگر میرے لئے قتل کی سزا ہو تو تم مجھ کو قتل کرو ورنہ اگر مجھے بچا لو اس سے پہلے کہ میرے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

(العقد الفرید ۳/۹۳ وکنز العمال ۴/۳۸۹ وکامل برآمد مصر ۹/۱ منقولے فرق کیساتھ، الامام والسیاستہ

مصر ۱/۲۲ منقولے فرق کے ساتھ وفتح الاعشی ۶/۸۸ - ۸۹ منقولے فرق کے ساتھ وشرح بیج البلاغہ بتغیر۔

ہمارے اکثر مشہور مؤرخوں، طبری، اعثم کونی، ابن دافع یقوبی، اور ابن اثیر میں سے کسی نے یہ خط نہیں بیان کیا، ممکن ہے ان کی نظر میں یہ جعلی ہو یا اس کے راوی غیر ثقہ ہوں لیکن ہمارے خیال میں خط میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو بعید از قیاس کہا جاسکے، البتہ محاصرہ کے دوران حضرت علیؑ کا مدینہ سے باہر ہونا غالباً صحیح نہیں ہے، قرآن سے اس کی بالکل تائید نہیں ہوتی، ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جو حضرت علیؑ کو محاصرہ کے دوران مدینہ میں حاضر بتاتی ہیں، وہ مسجد میں پابندی سے نماز ادا کرتے دکھائے جاتے ہیں، جب صحابی مغیرہ بن شعبہ نے ان کو مشورہ دیا کہ کہیں باہر چلے جائیے ورنہ آپ پر عثمان غنیؓ کے قتل میں شرکت کا الزام لگے گا تو انہوں نے یہ مشورہ رد کر دیا تھا، قیاس بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ایک امیدوار خلافت جو خلافت کے امور سے شدید ترین دلچسپی رکھتا تھا اس کے آخری اور فیصلہ کن مرحلوں میں میدان چھوڑ کر مدینہ سے باہر چلا جاتا، عثمان غنیؓ کے قتل کے بعد ان کی بیوی نائلہ نے امیر معاویہ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی اس بات کی صاف تصریح ہے کہ وہ مدینہ میں موجود تھے (دکان علی مع الحضریین من اهل المدینۃ) اور انہوں نے عثمان غنیؓ کی مدد نہیں کی۔

یہ الفاظ ہیں آغالی میں منقولہ خط کے لیکن اس خط کا جو نسخہ ہم نے العقد الفرید میں دیکھا اس کے الفاظ سے صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت علیؑ مدینہ میں موجود تھے بلکہ اس بات کی بھی صاف بات ہوتی ہے کہ وہ باغیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ واهل مصر قد استندوا اہمہم الی علی و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و طلحہ و الزبیر۔

(آغالی ابوالفرج مصر ص ۴۰ - ۴۱ والعقد الفرید مصر ۳/۸۷)